

Zainab Zulficar



بکراہل گیا

(Eid Special)

<https://primeurdunovels.com/>

عید خاص----

”افسانہ----

”بکرا مل کیا“

Zainab Zulfiquar



”اے ثریا۔۔ بتایا نہیں پھر تم نے؟؟ کیا بنا؟؟ پسند آیا؟؟“
”وہ صحن میں چارپائی پہ دھلے ہوئے برتنوں کا ٹوکرا رکھنے آئی تھی جب دیوار کے پار آتی تجسس
بھری آواز نے اس کے قدم وہیں روک دیے۔۔۔“

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

”دونوں گھروں کی ایک ہی مشترکہ دیوار تھی جس کی وجہ سے آواز بالکل صاف آتی تھی۔ وہ ٹوکرا وہیں زمین پہ رکھ کے آہستہ آہستہ دبے پاؤں چلتی دیوار کے بالکل قریب آگئی۔ تاکہ ٹھیک سے سنا جاسکے۔۔

”ہمممم۔۔ پسند تو آگیا ہے۔۔۔ خالہ ثریا کی آواز اس کے دیوار سے تقریباً چپکے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔

”اچھا۔۔۔ وااا پھر تو یہ بہت خوشی کی بات ہے۔۔۔ بلقیس خالہ خوب چہک کے بولی تھیں۔۔

”ہاں مگر کچھ سوکھا سا ہے اور قد بھی کچھ خاص نہیں۔۔ ثریا خالہ کچھ زیادہ مطمئن نہیں تھیں شادی۔۔

”وہ سانس روکے چپ چاپ جاسوسی کرنے میں مشغول تھی۔

”ارے شکر مناؤ۔۔ ملا تو۔۔؟؟ سوکھا اور چھوٹا ہونے سے کیا ہوتا ہے؟؟ کھائے پیے گا تو تگڑا ہو جائے گا۔۔ بلقیس خالہ کو ان کے بجھے انداز پہ سخت اعتراض تھا اور اسے خالہ کے اعتراض پہ اعتراض۔۔

”آخر کیا ضرورت ہے ایسے بڑھ چڑھ کے مشورے دینے کی؟؟ ہنہہ۔۔۔ پرائی شادی میں عبداللہ دیوانہ۔۔

”وہ سخت بد مزہ ہوئی تھی۔۔

”ہاں کہتی تو تم ٹھیک ہو پر دیکھ کے دل برا ہوا ذرا۔۔

”وہ اب بھی زیادہ خوش نہیں تھیں۔

”اے ہیئیے ثریا۔ تم بھی کمال کرتی ہو؟ ارے حالات دیکھو کدھر جا رہے ہیں۔۔ جن کو نہیں ملے ان سے پوچھو جا کے؟؟ بس سوکھا ہو موٹا ہو لمبا یا چھوٹا، بس مل جائے آج کے دور میں۔۔ بلا وجہ کے نقطے نہ نکالو بسم اللہ کرو بس۔۔ وہ انہیں کڑوے انداز میں قائل کر رہی تھیں۔

”توبہ ہے ویسے۔۔ یہ بوڑھیاں خود کو عقل کل سمجھتی ہیں۔۔ اسے ان پہ شدید غصہ آ رہا تھا جو ہر صورت انہیں راضی کرنے پہ تلی ہوئی تھیں۔

”ارے مونا آپا۔ تم ادھر دیوار سے چپکی کیا کر رہی ہو؟؟ وہ بھی اتنی گرمی میں؟؟

”وہ ابھی مزید بھی کچھ سنتی مگر اپنے بالکل قریب پپو کی پاٹ دار آواز پہ اچھل کے دور ہوئی۔۔ جو حیران پریشان اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

”دیوار کے پار کی آوازیں ایک دم بند ہوئی تھیں۔۔

”وہ کب سے سیمنٹ کی تپتی دیوار سے چپکے اپنے گرم کانوں پہ ہاتھ رکھے اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھتی ایک بھی لفظ منہ سے نکالے بنا اسے چپ رہنے کا اشارہ کرنے لگی۔

”آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟؟ کچھ بول کیوں نہیں رہیں؟؟

”وہ اس کے مسلسل چپ رہنے پہ اور بھی پریشان ہوا تھا۔

”ایسی چلچلاتی جون کی گرم دوپہر میں وہ دھوپ سے بھرے صحن میں دیوار سے چپکی کر کیا رہی تھیں؟

”اسے لگا جیسے گرمی سے اس کا دماغ چل گیا ہو۔ خیر دماغ تو اس کا ویسے بھی چلا ہوا ہی لگتا تھا یہ الگ بات کہ پپو اسے کبھی یہ بتا نہیں سکا تھا۔

”بکواس بند کرو پو۔۔ بس میری ہی جاسوسی کرتے رہنا ہر وقت۔۔ توبہ ہے دو پل سکون کے نہیں ہیں یہاں۔۔

”آخر کار اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا تبھی وہ بھی چیخ کے بولی تھی اور پاؤں پٹختی واپس کمرے میں چلی گئی۔ ویسے بھی اب مزید نہ تو انہوں نے ہی کچھ بولنا تھا اور نہ ہی وہ وہاں کھڑی ہو سکتی تھی۔ گرمی اور دھوپ اسے جیسے پگھلائے دے رہی تھی۔ جسم پہ چیونٹیاں سی رینگتی محسوس ہو رہی تھیں۔

”ہیں۔۔ انہیں کیا ہوا؟؟ پو اس کے رویے پہ حیران ہوا تھا۔ اور یہ کونسا سکون ہے جو کولر کی ٹھنڈی ہوا کے بجائے اس گرمی میں مل رہا؟؟ وہ دل میں سوچتا خود بھی واپس کمرے میں چل دیا۔۔۔

”ہائے اللہ۔۔ یعنی ثریا خالہ اس بار قربانی کر رہی ہیں؟؟ اور ہم نہیں۔۔۔؟؟ وہ کمرے میں چارپائی پہ بیٹھی انتہائی صدمے میں تھی۔

”پر ثریا خالہ کے پاس اتنے پیسے کہاں سے آئے جو اتنا مہنگا بکرا لینے لگیں؟؟ وہ ناخن چباتے ہوئے مسلسل اسی بارے میں سوچ سوچ کے کڑھے جا رہی تھی۔

”اففف اور وہ سائی رہ میسنی کے کام دیکھو ذرا، ہوا تک نہیں لگنے دی جیسے ہم نے کچا بکرا کھا جانا تھا۔۔ اب اسے سائی رہ پہ غصہ آرہا تھا جو ویسے تو دن میں سو چکر لگاتی تھی کسی نہ کسی چیز کیلئے مگر منہ سے بھاپ تک نہ نکالی تھی۔

”پر وہ چڑچڑا مدثر اتنا فیاض دل نہیں ہو سکتا کہ یوں پیسہ لٹائے۔۔۔ اب اس کا دماغ سائی رہ کے اکلوتے بڑے بھائی کی مدثر کی طرف گھوم گیا۔۔۔“

”میمونہ۔۔۔۔۔ اٹھ کے کوئی کام کر لو اب۔۔۔ پانی آگیا ہے بوتلیں بھر لو۔۔۔ یہاں پڑی کیا کر رہی ہو؟؟“

”اس کی بڑی بہن ماریہ اندر آتے اسے آرام سے بیٹھے دیکھ کے تنک کے بولی تھی جو بڑے مزے سے کولر کی ٹھنڈی ہوا کے مزے لے رہی تھی۔۔۔“

”توبہ ہے۔۔۔ ہر وقت کام کام۔۔۔ ابھی تو برتنوں کا ٹوکرا دھویا تھا۔۔۔ سمجھ نہیں آتی ، کھاتے تو سادہ روٹی ہیں پتہ نہیں برتن اتنے کیوں خراب ہو جاتے۔۔۔ وہ بھی جواباً تڑخ کے بولی تھی۔

”برتن تمہارے ذمے ہیں اسلیے جتنے بھی خراب ہوں تمہیں ہی دھونے ہیں۔ وہ مزے سے اس کے سامنے ہی چارپائی پہ لیٹتے ہوئے بولی تھی۔ خود اس کے ذمے دوپہر کی روٹیاں اور صفائی تھی۔۔۔“

”ہنہہہ۔۔۔ یہ اماں نے انصاف نہیں کیا میرے ساتھ۔۔۔ گھر تو پورے دن میں ایک بار ہی صاف ہوتا ہے جب کہ برتن سارا دن خراب ہوتے۔۔۔ اس کے اپنے ہی رونے تھے۔

”اوہوووو۔۔۔ مہارانی کے رونے دیکھو ذرا۔۔۔ ماریہ کو اس پہ شدید تپ چڑھی تھی جو اتنی گرمی میں اتنی ساری روٹیاں پکا کے آرہی تھی۔۔۔“

”سب سے مشکل کام میرے ذمے ہیں۔ تم لوگ تو مزے میں ہو۔ بیچارے بڑے بچوں کا کچومر نکلتا ہے۔۔۔ وہ کولر کے بالکل سامنے ایسے کھڑی ہو گئی کہ اب ہوا صرف اسی کے اوپر پڑ رہی تھی۔

”اوں ہوں۔۔۔ توبہ ہے۔۔۔ پسینے سے بھری ہوئی ایسے سامنے کھڑی ہو گئی ہو جیسے گلابوں کا گلدستہ ہو کوئی۔۔۔ وہ اسے دھکا دیتی فٹاٹ باہر بھاگی تھی۔ ماریہ کے جناتی تہتہ نے صحن تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

”اماں سنا ہے کچھ؟؟ یہ خالہ ثریا قربانی کر رہیں، وہ بھی بکرے کی۔۔۔ شام کو چارپائیاں صحن میں ڈال کے وہ ان کے پاس آئی جو سلائی مشین کیساتھ مغز ماری کر رہی تھیں۔

”کس نے کہا؟؟ انہوں نے پھر کی میں دھاگہ بھرتے پوچھا۔

”میں نے خود سنا اپنے کانوں سے۔۔۔ وہ آنکھیں پھاڑ کے بولی تھی۔

”اچھا۔۔۔؟ وہ مدثر تو ہر وقت بلوں کے ہی رونے روتا رہتا تو بکرا کہاں سے لائے گا؟

”انہیں اس کی باتوں پہ رتی بھر یقین نہ آیا تھا۔

”اماں۔۔۔ دیکھ لینا۔ وہ بکرا لے آئی گے اور ہم دیکھتے رہ جائیں گے۔ ابا سے کہو مجھے بھی بکرا چاہیے۔ وہ ایک دم پاؤں پٹخ کے بولی تھی۔

”مجھے بھی بکرا چاہیے۔ اماں اس کی نقل کرتے بولی تھیں۔۔۔ بکرا نہ ہو گیا کوئی کھلونا ہو گیا جیسے۔

”وہ ناک پر سے مکھی اڑاتے بولی تھیں۔

”کیوں ہم کیوں نہیں بکرا لے سکتے؟ ان سے تو بہت اچھے ہیں ہم اور ان کا تو ابا بھی زندہ نہیں۔ میرا ابا زندہ ہے پھر بھی ہم بکرا نہیں لے سکتے۔۔۔ وہ اپنی طرف سے دور کی کوڑی لائی تھی۔

”اے کیسی منہوس زبان ہے تیری؟؟ اب کیا بکرے کیلئے تیرا ابا ماردوں؟؟ وہ نیچے جھک کے جوتا اٹھانے لگیں۔

”اففف۔۔۔ توبہ ہے اماں۔۔۔ میں نے کب کہا کہ ابا ماردو۔۔۔ میں تو مثال دے رہی تھی۔ وہ پلک جھپکتے وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔

”پیچھے اماں جانے کیا بولے جا رہی تھیں۔

”السلام و علیکم خالہ۔۔۔ اماں سے لعن طعن سننے کے بعد تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کے وہ خود ہی ان کی طرف چلی آئی۔۔۔

وعلیکم السلام مُونا۔۔۔ کیسی ہو؟ بڑے دنوں بعد چکر لگایا۔

”وہ خوش اخلاقی سے بولی تھیں۔

”جی خالہ بس مصروف تھی کچھ ابھی بھی اماں کب سے کہہ رہی تھیں کہ آپکو پکوڑے دے آؤں۔۔۔

”وہ اپنے حصے کے پکوڑوں کو حسرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی تھی جو اس نے یہاں آنے کیلئے قربان کیے تھے۔۔۔

”ارے اس کی کیا ضرورت تھی ویسے، خالہ خوش ہوتے بولی تھیں اور پلیٹ اس کے ہاتھوں سے پکڑ کے کچن کیطرف جانے لگیں۔

”سائی رہ یہ مدثر کو دے آ۔۔۔ اسے پسند ہیں۔۔۔ وہ وہی پلیٹ سائی رہ کو پکڑانے لگیں۔

”نا۔۔۔ میں نہیں دینے جا رہی۔۔۔ وہ فوراً ہی انکار کرتے ہوئے واپس اندر کمرے میں چل دی۔

”آئے دیکھو ذرا۔۔۔ چلو میں ہی دے آتی ہوں۔۔۔ وہ اسے بنا کچھ کہے مدثر کی طرف بڑھ گئی تو وہ دل میں حیران ہوتی وہیں چولہے کے پاس ہی بیٹھ گئی۔

”شائ د لڑائی ہے دونوں میں تبھی نہیں گئی ہوگی۔ وہ دل میں قیاس کرنے لگی۔

”اور سناؤ؟؟ ماریہ کیسی ہے؟؟ وہ واپس آتے اس کے پاس ہی موڑھا کھینچ کے بیٹھ گئی۔

”وہ بھی ٹھیک ہے خالہ۔۔۔ آپ سنائی عید کی کیسی تیاری ہو رہی ہے؟؟

”وہ ادھر ادھر متلاشی نگاہوں سے دیکھتی فوراً ہی موضوع کی طرف آئی تھی۔

”بس کیا تیاری ہونی؟؟ اتنی تو مہنگائی ہے۔۔۔ وہ دیکھی میں چائے کا پانی چڑھاتے بولی تھیں۔

”اس مہنگائی میں بکرا تو لینے کا سوچ لیا اور اوپر اوپر سے مہنگائی کے رونے،، اسے ان پہ شدید غصہ آیا جو ہم دیوار ہو کے بھی کیسے منہ پہ تالے لگائے بیٹھی تھیں۔

”کیوں خالہ کپڑے نہیں بنوائیں گی؟؟ وہ پانی میں پتی ڈالتے بولی تھی۔

”ارے نہیں۔۔۔ کپڑے کہاں۔ بس سائی رہ کا ہی بنا رہی ہوں ہلکے سے کام والا۔۔۔ وہ قہوے میں دودھ ڈالتے بولی تھیں۔

”ہمممم۔۔۔۔۔ بھلا صرف سائی رہ کیلئے اتنا اہتمام کیوں؟؟ چلو خیر دیکھ لیں گے عید پہ ان کی قربانی۔۔۔

وہ دل میں حیران ہوتی اور سوچتی انہیں بھی دیکھ رہی تھی کہ شائ د کوئی اندازہ ہو مگر ان کا چہرہ ہمیشہ کی طرح پریشان اور فکروں سے بھرا ہوا ہی لگا۔

”اچھا خالہ میں چلتی ہوں پھر۔۔ وہ بد مزہ سی ہوتی اچانک ہی کھڑی ہو گئی۔ سن گن تو کوئی مل نہ سکی تھی، پکڑوں کی بلی بھی چڑھ گئی۔ وہ خونی نظروں سے اب مدثر کو دیکھ رہی تھی جو آخری پکڑا بھی فٹ منہ میں ڈال چکا تھا۔

”ہنہ۔۔۔ ندید اکہیں کا۔۔ وہ جل کے بڑبڑائی تھی۔

”ارے۔۔۔ چائے تو پی لو۔۔ تمہیں تو پسند بھی بڑی ہے۔۔ وہ اسکے ایک دم اٹھنے پہ حیران ہوئی تھیں۔

”بس خالہ اب عید پہ ہی چائے پیوں گی آپ کے ساتھ۔۔ باقی دن ہی کتنے رہ گئی ہیں۔ وہ ہنستے ہوئے مزاحیہ انداز میں کہتی چل دی۔

”ہفتے بعد تو عید تھی۔

”اے میمونہ۔۔ تُو نے تو پھلجڑی چھوڑی تھی کہ ثریا قربانی کر رہی؟؟ کہاں گیا بکرا پھر۔۔؟ پرسوں تو عید ہے۔۔۔

”وہ چارپائی پہ مزے سے لیٹی ایف ایم ریڈیو پہ گانے سن رہی تھی جب اماں کی پاٹ دار آواز پہ اس کا دل اچھل کے حلق میں آیا تھا۔

”توبہ ہے یہ اماں بھی نہ۔۔۔ ایسے بولتیں جیسے کوئی حوالدارنی ہوں۔۔ پتہ نہیں ابانے کیسے ان کیساتھ جوانی گزاری ہوگی۔۔ وہ دل پہ ہاتھ رکھے جوتی پاؤں میں اڑاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

”اماں۔۔ یہ حقیقت کی پھلجھڑی تھی۔۔ ان کانوں نے سنا سب کچھ۔۔ وہ اپنے دونوں کان دایں بائیں کرتے بولی تھی۔

”اچھا تو کیا گونگا بکرا لے آئے ہیں جس کی کوئی آواز ہی نہیں۔ اماں کو اس کے انداز پہ اور بھی تپ چڑھی تھی۔

”ہی ہی ہی۔۔ اماں کیا بات کہی آپ نے؟؟ وہ ان کی بات پہ عیش عیش کر اٹھی۔۔

”بکواس بند کر۔۔ فضول میں میرا دماغ کھا گئی بکرا لا دو بکرا لا دو۔۔ مہنگائی دیکھو کہاں پہنچی ہوئی۔۔ اب تو خوابوں میں بھی نہ دکھے۔۔ وہ اسے لتاڑنے والے انداز میں بولی تھیں۔

”اماں سچ میں بلقیس خالہ کیساتھ باتیں کر رہی تھیں وہ۔۔ میں نے خود سنا۔۔ وہ انہیں یقین دلاتے بولی تھی۔

”چلو دیکھ لوں گی پرسوں۔۔ پہلی ہانڈی اسی کے بکرے کی چڑھاؤں گی۔۔ وہ تپ کے بولی تھیں۔۔

”ہاہا اماں۔۔ آپ تو ایسے کہہ رہیں جیسے ثریا خالہ کی بلی چڑھائی گی۔۔ وہ جناتی ہنسی ہنستی ہوئی اندر بھاگ گئی۔

”پیچھے سے اماں اس کی زبان کے جوہر دیکھ کر اور بھی آگ بگولہ ہو گئی۔

”آج عید کا دن تھا اور ایک الگ قسم کی ہی افراتفری صبح سے گھر میں پھیلی ہوئی تھی۔

”اماں نیند سے پھٹی آنکھوں اور ہونق منہ کیساتھ ادھر ادھر بھاگی پھرتی تھیں۔ گڈو، پپو الگ آوازیں دے دے کہ اماں کو بوکھلائے دے رہے تھے۔ کسی کی شلوار کا ازار بند نکل گیا تھا اور کسی کو قمیض کے بٹن ہی بند کرنے نہیں آ رہے تھے۔

”ماریہ کچن میں ختم دینے کیلئے کھیر کا دھیان رکھ رہی تھی جس میں بقول اماں کے صرف چمچہ گھمانا تھا۔ حالانکہ کھیر کے سر پہ کھڑے ہو کے مسلسل ایک گھنٹے سے جو چمچہ وہ گھما رہی تھی۔ اسے دیکھ کے لگ رہا تھا کہ اب وہی چمچہ وہ سب پہ گھمانا چاہتی تھی۔ گول گول چمچہ گھما گھما کے اس کا ہاتھ سوج گیا تھا اور اماں کے دو منٹ دو صدیوں پہ محیط ہو گئی تھیں۔ اب تو نہ وہ رو سکتی تھی اور نہ ہی اپنی حالت پہ ہنسی آ رہی تھی۔ میمونہ کا البتہ ہنس ہنس کے برا حال تھا جو مزے سے سب سے پہلے کپڑے پہن کے اب میک اپ کی تیاری کر رہی تھی کیونکہ برتن تو اب شام میں ہی دھلنے لگے۔۔۔

”آوازیں آنا اب بند ہو چکی تھیں یقیناً وہ لوگ نماز پڑھنے جا چکے تھے اور اماں بنا ایک لفظ بولے چپ چاپ اب کمرے میں رہ گیا طوفان سمیٹ رہی تھیں۔

”ماریہ روتے منہ کیساتھ اب کھیر میں خود ہی چینی ڈال کے چکھ رہی تھی کیونکہ وہ سمجھ چکی تھی کہ یہ کھیر اصل میں اسی نے ہی پکانی تھی۔۔۔

”ٹھک ٹھک۔۔۔ دروازے پہ ہوئی دستک سے ہی وہ سمجھ گئی کہ آنے والا کون تھا۔

”اس نے آنکھیں مٹکا کے ماریہ کو دیکھا تھا جو بنا تاثر اور بنا تیاری کے پلنگ پہ مردوں کی طرح پڑی تھی۔۔۔ یقیناً اسے صبح صبح کام کرنے کا غم کھا گیا تھا اور زیادہ دکھ اس چیز کا تھا کہ یہ صرف اس نے کیا تھا میمونہ نے نہیں۔۔۔

”جا کھول دروازہ۔۔۔ پہلی ہانڈی کا سامان آ گیا۔۔۔ اماں جو لہسن پیاز پہلے سے ہی چھیل کے تیار بیٹھی تھی دروازہ بجنے پہ فوراً کان کھڑے کیے تھے۔

”وہ بھی جن کی طرح ایک منٹ میں جا کے دروازہ کھول آئی اور حسبِ توقع سامنے ثریا خالہ اور بلقیس خالہ دونوں کو کھڑے دیکھ کے خوشدلی سے سلام کیا تھا۔

”وعلیکم السلام۔۔۔ جیتی رہو۔۔۔ ان دونوں نے اس سے بھی زیادہ خوشدلی سے جواب دیا تھا۔۔۔ آج تو ثریا خالہ کے چہرے کی گلناری ناول کی ہیروئن کے گالوں کو بھی مات دے گئی تھی۔

”ہیں۔۔۔ بکرے کی اتنی خوشی؟؟ خالہ تو جوان ہی ہو گئی ہیں جیسے

”اللہ ہمیں بھی قربانی کی توفیق دے دے۔ میں تو لگتا ہے بچپن میں پہنچ جاؤں گی۔ وہ شدومد سے دل میں دعا کرتی خود کو بچی تصور کرتے واقعی بچپن میں پہنچ گئی۔

”اے ہیئے۔۔۔ میمونہ بچے رستہ تو دو اندر آنے کا۔۔۔ بلقیس خالہ کو اس کے بت بن کے کھڑے

ہو جانے پہ حیرت ہوئی تھی اور جھنجھلاہٹ بھی تبھی بظاہر پیار سے اور دل میں غصہ دبائے اسے ہلکا سا ہلایا تھا۔

”اووہ۔۔۔ سوری خالہ۔۔۔ وہ چونک کے حال میں واپس آئی تھی اور نظر سیدھی خالہ کے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ پہ گئی تھی جو یقیناً ڈنر سیٹ کی سب سے چھوٹی پلیٹ تھی۔

”اللہ۔۔ پہلی بار قربانی کی اور پلیٹ کا سائی ز دیکھو۔۔ اس سے چھوٹی پلیٹ نہیں ملی تھی خالہ؟؟ وہ دل میں خالہ کو کھری کھری سناتی مسکرا کر اندر آنے کا رستہ دیتی خود بھی ان کے پیچھے آگئی

”شائی د ڈھیری لگائی ہو گوشت کی۔۔ خالہ کے گھر میں برتن تو کبھی کوئی صاف ملتا نہیں۔۔ وہ مستقل پلیٹ اور اس میں پڑے گوشت کے متعلق سوچے جا رہی تھی کیونکہ اوپر پڑے رومال سے کچھ بھی اندازہ لگانا مشکل تھا۔۔

”مبارک ہو ثریا بھئی اللہ نے یہ مبارک دن دکھایا تمہیں۔۔

”اماں نے گلے لگتے ساتھ ہی مبارک بھی دیدی۔۔

”ہیں۔۔؟؟ تمہیں کیسے خبر ہوئی؟؟ بلقیس خالہ کو ان کے مبارک دینے پہ از حد حیرت ہوئی تھی۔ ثریا بھی حیران تھیں۔

”لو بھلا۔۔ ایسی باتیں چھپتی ہیں؟؟ دیوار کے ساتھ دیوار لگی ہے۔۔ میں تو حیران ہوں کہ اس میں چھپانے کی کیا بات تھی بھلا؟ یہ تو خوشی کی بات ہے۔۔ اماں کو ان سے شکوہ بھی تھا تبھی انداز تیکھا بھی تھا۔

”ہاں یہ تو ٹھیک کہا تم نے۔۔ واقعی مجھے تم سے چھپانا نہیں چاہیے تھا پر ابھی تک کسی کو بھی نہیں بتایا یقین کرو سب سے پہلے تمہاری طرف آئی ہوں۔۔ ثریا خالہ واقعی شرمندگی سے بولی تھیں۔

”اچھا چلو خیر چھوڑو اب اس بات کو۔۔ وہ اسے مزید شرمندہ نہیں دیکھ سکیں۔۔

”ہاں بھئی ی خوشی کا موقع ہے بس منہ میٹھا کرو۔“

”ہیں۔۔۔؟؟ اب بکرے کی قربانی پہ منہ بھی میٹھے ہونگے؟؟“

”ماریہ کو بھی حیرت ہوئی ی تھی۔“

”ارے بلقیس تم بھی حد کرتی ہو اب کیا بکرے کی قربانیوں پہ منہ بھی میٹھے ہونگے۔۔۔ اماں کو ان کی

بیوقوفانہ بات پہ ہنسی ہی آگئی ی تھی۔۔“

”گڈو اور پپو بھی کھی کھی کرنے لگے۔۔“

”بکرا۔۔۔؟؟ اماں کی بات پہ وہ دونوں ہی حیرت سے بولی تھیں۔۔“

”کونسا بکرا۔۔۔؟؟ ثریا خالہ پہلے بولی تھیں۔۔۔“

”ارے قربانی کا بکرا اور کونسا بکرا؟؟ اماں کو ان کی حیرت پہ حیرت تھی جبکہ میمونہ بھی اب ہونق

منہ بنا کے سب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔“

”آئے ہی آئے ثریا۔۔۔۔۔ سب سے پہلے بلقیس خالہ کو بات کی سمجھ آئی ی تھی اور ایک بے ڈھنگا سا

جناتی قہقہے کا فوارہ ان کے منہ سے پھوٹا تھا جس کی وجہ سے ان کا پہاڑ جیسا جسم کافی دیر ہلتا رہا تھا

پھر انہوں نے آنکھیں مٹکا کے میمونہ کو دیکھا تھا جو گڑبڑا کر نظریں چراگئی ی تھی، یعنی انہیں پتہ

تھا اس دن اس کی جاسوسی کا۔۔۔“

”ارے اپنے واجد کو بکرا سمجھی ہے۔۔۔ وہ اپنی ہنسی کے درمیان ہی انہیں بمشکل بات سمجھاتے دوبارہ

ڈوب گئی یں۔۔“

”واجد۔۔۔؟؟ اب حیران ہونے کی باری میمونہ کی تھی۔۔۔“

خوشخبری رائٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

”ارے اپنی سائی رہ کا ہونے والا میاں۔۔ بات پکی ہو گئی ی ہے سائی رہ کی۔۔۔ وہ اب پوری بات بتاتے بولی تھیں مگر چہرے پر اب تک لطف لینے والے تاثرات تھے۔۔۔“

”لل۔۔ لیکن خالہ وہ سوکھا۔۔ چھوٹا۔۔۔ وہ کیا تھا؟؟“

”میمونہ اماں کو اپنی جانب کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی جلدی سے بولی تھی۔“

”ارے ویسے سمجھا تو تم نے بھی ٹھیک ہی تھا۔ آجکل کے دور میں رشتے ہونا ناممکن ہی ہیں ایسے میں یہ لڑکے بھی بکروں کی طرح ہی ہیں۔۔۔ سوکھے، چھوٹے جیسے بھی ہوں مل تو رہے۔۔۔ سمجھو اب تو بس قیامت سے پہلے ہی رشتے ہو رہے ہیں جن کے بھی ہو رہے۔۔۔“

”وہ پھر سے اپنے بھاری بھر کم وجود کو ہنسی کے سمندر میں غوطے دیتے بولی تھیں۔۔۔“

”ثریا خالہ کے چہرے پر بھی لطیف سی ہنسی کا تاثر تھا۔۔۔“

”تو یعنی وہ یہ بکرا تھا جو مل گیا؟؟ مار یہ منہ پہ ہاتھ رکھے ہنسی تھی۔۔۔“

”ہاں۔۔۔ بکرا مل ہی گیا۔۔۔“

”وہ بھی ساتھ ہنستے بولی تھیں۔۔۔“

”باقی سب کے چہروں پہ بھی دبی دبی مسکراہٹ تھی۔۔۔“

ختم شد